مطبوعات

پاکستانی کلچر تالیف: جناب جمیل جالبی صاحب۔ شائع کردہ: مشتاق بک ڈپو نزد اردو کالج، شیلڈن روڈ، کراچی ۵۔ قیمت آٹھ روپے صفحات ۲۴۴۔

قیامِ پاکستان کے بعد وہ چند کتابیں جنہوں نے پامال موضوعات سے ہٹ کر اس ملک کے سوچنے سمجھنے والوں کو دعوتِ فکر دی ہے، اُن میں زیرِ تبصرہ کتاب خاص اہمیت رکھتی ہے ہمیں فاضل مصنف کے بہت سے افکار و نظریات سے اختلاف ہے لیکن ہم اس کے ساتھ اس حقیقت کے بھی معترف ہیں کہ انہوں نے اپنے خیالات کو بڑی جرأت کے ساتھ پیش کیا ہے خصوصًا اس کا وہ حصّہ جس میں انہوں نے ذہنی آزادی کا ذکر کیا ہے بڑا قابلِ قدر ہے۔

یہ کتاب چونکہ وقت کے ایک اہم مسئلے سے تعلق رکھتی ہے اس لیے اس پر ہم ذرا تفصیل کے ساتھ اظہارِ خیال کرتے ہیں۔

فاضل مصنف شعوری یا غیر شعوری طور پر ہیگل اور مارکس سے متاثر ہیں۔ کتاب کے آغاز میں انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ افکار و نظریات میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا اور وہ برابر ارتقائی منازل طے کرتے رہتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس ارتقاء کے محرکات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اُن کا حاصلِ مطالعہ یہ ہے کہ "توانائی کی تسخیر و تصرف انسانی کلچر کی ترقی کا بنیادی عمل ہے۔ توانائی کی تسخیر و تصرف کارکردگی کے ساتھ آلات کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں اور آلات کلچر کو متاثر و متشکل کرتے ہیں جیسے آلات ہونگے اسی طرح کا کلچر ہوگا (ص ۲۰۳)

یہ نظریہ مارکسی طرزِ فکر کا چربہ ہے۔ تاریخ کے اس جبری ارتقاء کو بنیاد بنا کر انہوں نے مسلم سوسائٹی، ملّتِ اسلامیہ کی تاریخ اور اسلام پر بحث کی ہے۔ اس ضمن میں ان کا خیال یہ ہے

کہ مسلم معاشرے نے تاریخ کے عملی ارتقاء کو ہر منزل پر نظر انداز کیا اور اس بنا پر وہ انحطاط کا شکار ہوا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کی ہر اُس تحریک کو بڑی شدت سے کوسا ہے جس نے انہیں معاشرتی اور فکر و نظر کی تبدیلیوں کو قبول کرنے میں حزم و احتیاط کا مشورہ دیا ہے۔ فاضل مصنف اس بات کے سختی سے قائل ہیں کہ مسلمانوں کو "عصری روح" (AGE SPRIT) سے نبرد آزما ہونے کے بجائے اُس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اپنے اسی اساسی نظریہ کے تحت انہوں نے مختلف تحریکات مثلاً دیوبند، علی گڑھ، طلوعِ اسلام اور جماعت اسلامی کا جائزہ لیا ہے۔ اُن کی نظر میں مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ مفید علی گڑھ کی تحریک ہے جس کے بانی سرسید نے مسلمانوں کو مغربی تہذیب کے نئے اُبھرتے ہوئے تقاضوں سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ انہیں ان سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے مدیر ترجمان القرآن کے افکار و نظریات پر بھی تنقید کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"مولانا مودودی زندگی کو ارتقائی قوت نہیں سمجھتے۔ ان کا نظریہ زمان ناقص ہے۔ وہ سکونی تصور کائنات و حیات کے قائل ہیں۔ اسی سبب سے وہ زندگی اور معاشرے کو ایک مکان سے مشابہ سمجھتے ہیں نہ کہ درخت سے۔ درخت ایک نامیاتی وجود ہے جو نمو پاتا ہے اور اس کا تمام تغیر اس کے اندر سے ظہور پذیر ہوتا ہے جب کہ اس کے مقابلے پر مکان ایک غیر نامیاتی وجود ہے اور اس کا تغیر خارجی محرکات کا مرہونِ منت ہے۔ مولانا مودودی جب اس نظریہ کو اسلامی تاریخ پر منطبق کرتے ہیں تو اس نظریہ پر پہنچتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ کا دور واپس لایا جا سکتا ہے اور اسی نمونے پر ایک اسلامی معاشرے کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کی تیرہ سو سال کی تاریخ میں اندرونی طور پر کوئی نشو و نما نہیں ہوئی ہے۔ اسی بنا پر وہ خلافتِ راشدہ کے

بعد کے تاریخی اَدوار کو اسلامی تاریخ سے نہایت آسانی کے ساتھ حذف کر دیتے ہیں اور اسے اسلام کے بجائے صرف مسلمانوں کی تاریخ قرار دیتے ہیں۔ بظاہر اُن کا نظریہ اجتہاد زندگی کے تغیر کو تسلیم کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی اصل حقیقت صرف اتنی ہے کہ وہ زندگی کو بھی ایک دیئے ہوئے نقشے کے مطابق ایک مکان کی طرح متغیر اور تبدیل کر سکتے ہیں۔ اُن کا تجربہ بظاہر عقلی معلوم ہونے کے باوجود غلط مفروضات پر مبنی ہے"۔ (ص ۱۸۵-۱۸۶)

یہ اقتباس ذرا لمبا ہو گیا ہے لیکن اسے ہم نے اس لیے نقل کیا ہے کہ جس طرزِ فکر کو بنیاد ٹھہرا کر فاضل مصنف نے مولانا مودودی کے انکار کو غلط قرار دیا ہے اسی میں سب سے بڑا منطقی مغالطہ پایا جاتا ہے۔ یا تو فاضل مصنف کو کھل کر یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ اتباع کے لائق صرف عصری روح اور اُس کے تقاضے ہیں اور ہر وہ چیز جو ماضی سے تعلق رکھتی ہے بیکار ہے یا انہیں یہ بات ماننی چاہیے کہ ہمارے پاس دین کی صورت میں ایسی تعلیمات یا ایسی اقدار حیات ہیں جو ناقابلِ تغیر ہیں اور جن کے مطابق ہمیں عصری تبدیلیوں کو رد یا قبول کرنا چاہیے مولانا مودودی کے طرزِ فکر سے آپ اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے اور اُس میں کوئی منطقی مغالطہ نہیں کہ وہ اسلام کی ازلی و ابدی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں ہی معیارِ حق سمجھ کر حالات و واقعات کی قدر و قیمت کا تعین کرتے ہیں اُن کا ایمان یہ ہے کہ اسلامی اقدار ناقابلِ تغیر ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا غلط ہے۔ انسان کی خارجی زندگی میں بلاشبہ تغیرات ہوتے رہتے ہیں لیکن ایک صحت مند زندگی کے حفظ و بقا کے لیے یہ ضروری ہے کہ اللہ کے دین کے مطابق انہیں رد یا قبول کیا جائے۔ اگر ہم اس صحیح طرزِ فکر کو نظر انداز کر کے دین کے بارے میں کوئی دوسرا طرزِ فکر اختیار کریں گے تو فکر و عمل کی بہت سی الجھنوں میں اپنے آپ کو گرفتار پائیں گے۔

اب ذرا فاضل مصنف کے نظریہ کا جائزہ لیجیے۔ وہ ایک طرف اسلامی تعلیمات کی

عظمت کے قائل ہیں اور مسلمانوں کو اس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ انہیں کلچر کی تشکیل میں قوت و طاقت کے اس لازوال خزانے سے فائدہ اٹھانا چاہیے مگر دوسری طرف اس امر کی بھی تلقین کرتے ہیں کہ اسلام کے اندر عصری تقاضوں کے مطابق تغیر ضروری ہے تاکہ مسلمان فکری اور عملی انتشار سے بچ جائیں۔ بظاہر یہ نظریہ بڑا دلکش معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ ان کے نزدیک اصل اور فیصلہ کن چیز کیا ہے، اسلام یا عصری تقاضے؟ اسلام کوئی سیال شے نہیں جو ہر سانچے میں آسانی ڈھل جاتے۔ وہ اپنا ایک خاص نظامِ فکر اور ایک متعین اسلوبِ حیات رکھتا ہے اور اس بنا پر بدلتے ہوئے حالات و واقعات یا نئے نئے اُبھرنے والے مسائل کو ایک خاص زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آپ اگر اسلام کی اس حیثیت کے قائل ہیں تو لازمی طور پر ان چیزوں کی مخالفت کرنا ہوگی جو خواہ عصری تقاضوں کے لحاظ سے کتنی ضروری ہوں مگر دینی اعتبار سے صحیح نہیں۔ اور اس کے برعکس اگر آپ کی نگاہ میں عصری تقاضے ہی فیصلہ کن اہمیت کے حامل ہیں تو پھر اسلام کی اہمیت ماضی کی ایک مقدس یادگار کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اس کے اندر تغیر و تبدل کرنے کے بجائے بہتر یہی ہے کہ اسے یکسر نظر انداز کر کے آگے بڑھا جائے۔ ہمارے نزدیک فاضل مصنف کے اساسی تصورات میں یہی سب سے بڑا منطقی مغالطہ ہے۔ (ع ۔ ح)

اصح السیر فی ہدی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم | تالیف: جناب حکیم ابو البرکات عبدالرؤف صاحب داناپوری۔ ناشر: نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔ قیمت: دس روپیہ۔ ضخامت: ۶۵۶ صفحات۔

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اردو زبان میں اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں زیر نظر کتاب ان سب میں اختصار، استیعاب اور استناد کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ یہ اس لحاظ سے بھی اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے کہ فاضل مؤلف نے عام سیرت نگاروں سے ہٹ کر اس کتاب میں ایک نئی ترتیب قائم کی ہے یعنی سیرت کو بلحاظ سنین مرتب کرنے کے بجائے، دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حصہ اوّل میں از ولادت تا وفات صرف واقعات درج کر دیئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ جن ضروری فقہی مسائل کا سیرت کے کسی خاص محل سے خاص تعلق تھا ان کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر فتح مکہ میں اراضی حرم کا حکم، عمرۃ القضاء میں نکاح محرم کی بحث، غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں متعہ کی بحث اور خلافت و امامت کی بحث حجۃ الوداع میں وغیرہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمام و عمات اور ان کی اولاد، امہات المومنین اور ان کے انساب اور صحابہ کرام کے آپس کے رشتوں کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ مشتبہ اسماء، مشکل الفاظ اور مقامات کا صحیح تلفظ بھی بتا یا گیا ہے۔ آغاز میں فاضل مؤلف نے سیرت سے متعلق اہم مباحث اور تاریخ عرب قبل البعثت پر ایک مبسوط مقدمہ سپرد قلم کیا ہے۔

دوسرے حصے میں فاضل مؤلف کے پیش نظر دلائل النبوہ، معجزات، شمائل اور تعلیمات وغیرہ پیش کرنا تھا مگر شاید یہ حصہ یا تو لکھا ہی نہیں گیا یا لکھا گیا تو شائع نہیں ہوا۔ بہر حال زیر نظر کتاب مندرجۂ بالا مباحث ہی پر مشتمل ہے اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے طالب علم حضرات کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔

عورت اسلامی معاشرے میں | مصنف: مولانا سید جلال الدین انصر عمری۔ ناشر: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ شاہ عالم مارکٹ لاہور۔ قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۶ روپیہ۔ سستا ایڈیشن: ۲ روپیہ ۵ پیسے۔ ضخامت: ۴۵۵ صفحات۔

زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے اسلامی معاشرے میں عورت کی سیاسی، تمدنی، تہذیبی اور معاشرتی حیثیت اور اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مصنف کا اصل مقصود یہ دکھانا ہے کہ اگر کسی معاشرے نے عورت کو اس کا صحیح مقام و مرتبہ دیا ہے تو وہ صرف اسلامی معاشرہ ہے۔ اس کے سوا تمام معاشروں نے خواہ وہ قدیم یونان و روم کا معاشرہ ہو یا جدید یورپ کا معاشرہ اور خواہ وہ ہندو معاشرہ یا عیسائی معاشرہ عورت کو غلط نقطۂ نظر سے دیکھا اور غلط سلوک کیا۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس موضوع پر اچھا قابلِ مطالعہ ہے

التحریر فی اصول التفسیر | مؤلف: حضرت مولانا محمد مالک صاحب شیخ الحدیث دار العلوم

اسلامیہ ٹنڈو الہ یار۔ ناشر: قرآن محل۔ مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی علا قیمت: چھ روپیہ ضخامت: ۲۴۰ صفحات

زیر نظر کتاب ان حضرات کی دلچسپی کا باعث ہوگی جو قرآن مجید سے شغف رکھتے ہیں اور ان کا شغف صرف تلاوت تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس عظیم کتاب کے بارے میں کچھ جاننا بھی چاہتے ہیں۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں قرآن مجید کے بارے میں ہمہ اقسام کی معلومات جمع کر دی ہیں۔ کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں فضائل قرآن، نزول قرآن، وحی، اقسام وحی، مکی و مدنی آیات، جمع و تدوین قرآن، سورتوں کی ترتیب وغیرہ معلومات جمع کی گئی ہیں۔ دوسرے حصے میں تفسیر اور علوم قرآن سے متعلق مواد جمع کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر فہم قرآن کے موضوع پر یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

تاریخ فقہ تالیف: علامہ شیخ محمد خضری بک۔ ترجمہ: مولانا محمد تقی عثمانی و مولانا حبیب احمد ہاشمی۔ ناشر: دارالاشاعت۔ مولوی مسافر خانہ کراچی علا قیمت: نو روپیہ ضخامت: ۵۹۳ صفحات

اردو زبان کا دامن تاریخ فقہ کے موضوع پر بلند پایہ کتابوں سے خالی ہے۔ دارالاشاعت کراچی کے منتظین اردو داں حضرات کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کمی کو علامہ خضری بک کی مشہور کتاب تاریخ التشریع الاسلامی کے ترجمے سے پورا کر دیا۔

علامہ خضری بک نے اپنی اس کتاب کو شخصیات کے بجائے زمانوں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اور کل مدت کو چھ ادوار میں تقسیم کر کے فقہ کے ارتقاء کا نقشہ پیش کیا ہے۔ ہر دور کے ممتاز فقہاء، فقہی مکاتب اور کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ فاضل مصنف کی بعض آراء سے اختلاف کیا جا سکتا ہے تاہم مجموعی طور پر کتاب وقیع اور مفید ہے۔

فاضل مترجمین نے ترجمہ محنت سے کیا ہے لیکن اس میں شگفتگی اور روانی کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ کتاب کا معیار کتابت و طباعت اچھا ہے البتہ کہیں کہیں اغلاط رہ گئی ہیں۔ اس طرح کی کتابوں میں اغلاط کا رہ جانا بہت کھٹکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ آئندہ ایڈیشن کی تصحیح زیادہ دقت نظر

کے ساتھ کی جائے۔

جواہر علوم قرآن | تصنیف: طنطاوی جوہری۔ ترجمہ: عبدالصمد صارم الازہری۔ ناشر: آزاد بک ڈپو اردو بازار۔ لاہور۔ قیمت: چار روپیہ ضخامت: ۲۸۰ صفحات۔

زیر نظر کتاب مصر کے مشہور فاضل علامہ طنطاوی جوہری الازہری کی کتاب "التاج المرصع بجواہر القرآن والعلوم" کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ طنطاوی ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے جدید علوم کا مطالعہ کیا اور دینی علوم کو جدید انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کا خاص موضوع جدید سائنسی انکشافات کو قرآن مجید کے مطابق ثابت کرنا تھا۔ یہ کتاب بھی اسی رنگ کی حامل ہے اور خاصی مقبول رہی ہے اور ہمارے ہاں فاضل عربی کے نصاب میں داخل ہے۔

مخدوم جہانیاں جہاں گشت | مرتبہ جناب محمد ایوب قادری۔ شائع کردہ: ادارہ تحقیق و تصنیف ۱۴/۱ وحید آباد کراچی ۱۸ صفحات: ۴۳۵ قیمت مجلد سات روپے غیر مجلد ۶ روپے

پاک و ہند میں اسلام کا نور جن مقدس نفوس کے ذریعہ پھیلا اُن میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بزرگ بادشاہ محمد بن تغلق اور اُس کے جانشین فیروز شاہ کے ہمعصر تھے اور دونوں ان کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ ان کے حالات زندگی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ نے ان بزرگوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ صوفیا کے متعلق عام تاثر یہی ہے کہ یہ حضرات دنیا سے ترک تعلق کئے ہوتے تھے لیکن اسلام کی پوری تاریخ اس تاثر کی تردید کرتی ہے۔ مسلمان صوفیا کی عظیم اکثریت نے دین اور ملت اسلامیہ کی بے پناہ خدمت کی اور اپنے جوش عمل سے حکومت کے ایوانوں تک کو ہلا دیا۔

فاضل مصنف نے کتاب کی ترتیب و تدوین میں بڑی دیدہ وری اور عرق ریزی کا ثبوت دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اس کے ماخذ اور دو مکمل انڈکس بھی درج ہیں۔